



29/50



شیخ الفقیر حضرت مولانا احمد علی رحمہ کی تبلیغ

## قرآن و سنت کے اثرات

ایک دفعہ ایک نوجوان

میرے پاس آیا اپنے تھیلے سے اُس نے خدام الدین نکال کر کہا  
میں کنجڑ ہوں۔ اس کو پڑھ کر میں نے، میری بیوی، میرے بھائی، میری  
بھانجہ اور ہماری لڑکیوں سب نے توبہ کی ہے۔ اُس نے کہا میرا  
اپنا مکان ہے جو اس وقت کم از کم تیس ہزار کا ہے لیکن وہ حرام  
کی کمائی کا ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ (اُس مکان کو چھوڑ دوں) اور  
مجھے کوئی اور مکان الاٹ ہو جائے مجھے افسوس ہے کہ میں اس کی  
خواہش پوری نہ کر سکا۔ کیونکہ میں افسروں سے راہ و رسم

نہیں رکھتا۔ 1984 (ملفوظات طیبات)



# احادیث الرسول ﷺ

استدقادی

عَنْ أَبِي سُرَيْبَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَنْ كَفَرَ بِكَ قَوْلَ الزُّورِ  
وَالْعَمَلِ بِهِ فَلَيْسَ بِي  
حَاجَةً رَفِيءٌ أَنْ يَكُونَ طَعَامُهُ  
وَشَرَابُهُ -

روزوں کے فرض ہونے سے پہلے  
بھی کبھی کبھی روزے رکھا کرتے  
تھے۔ ہجرت کے بعد جب آپ  
مدینہ منورہ تشریف لاتے۔ آپ  
نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ محرم  
کی دس تاریخ کو روزہ رکھتے ہیں  
آپ نے اس کا سبب دریافت فرمایا۔

سے رہنے سے صبر و استقامت  
کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ غریبوں  
کی بھوک کا احساس ہوتا ہے۔  
اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا  
کا خوف پیدا ہوتا ہے۔ اللہ  
تعالیٰ کی طرف لو لگانے کا رجحان  
پیدا ہوتا ہے۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے  
روایت ہے کہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص  
بھوٹ بونا اور لغو کام کرنا نہ  
چھوڑے تو اللہ کو اس بات کی  
ضرورت نہیں کہ روزہ کا نام  
کر کے وہ اپنا کھانا پینا بھوڑ  
دے۔

تراہوں نے بتایا کہ اس تاریخ  
کو بنی اسرائیل نے فرعون کے پیچھے  
ظلم سے نجات پائی تھی اور فرعون  
غرق ہوا تھا اس لئے ہم اس  
خوشی میں روزہ رکھتے ہیں۔ آپ  
نے فرمایا پھر مجھ تو سب سے  
پہلے یہ روزہ رکھنا چاہئے۔  
چنانچہ آپ محرم کی دس تاریخ

ارشاد نبوی کا خلاصہ یہ  
ہے کہ اللہ تعالیٰ کو روزہ دار  
کا تقویٰ پسند ہے محض اس کا  
بھوکا پیاسا رکھنا مقصود نہیں۔  
عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ  
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الصَّيَّامُ  
جَنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقْهَا -

دین اسلام کے پانچ بڑے  
ارکان میں سے ایک رکن روزہ  
ہے۔ دوسرے ارکان اسلام کی  
مانند اس سے بھی مقصود انسانی  
تزکیہ نفس ہے تاکہ انسان نیکی  
کی طرف مائل ہو اور برائی سے  
بچے۔

ترجمہ: حضرت ابو عبیدہؓ سے  
روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمایا  
تھے کہ روزہ آدمی کے لئے  
بہت سی حکمتیں اور برکتیں ہیں۔  
روزہ کے فضائل ان گنت ہیں  
روزے سے انسان میں تقدس اور

ترجمہ: حضرت ابو عبیدہؓ سے  
روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمایا  
تھے کہ روزہ آدمی کے لئے  
بہت سی حکمتیں اور برکتیں ہیں۔  
روزہ کے فضائل ان گنت ہیں  
روزے سے انسان میں تقدس اور

روزہ کا فریضہ تقریباً ہر  
امت میں رہا ہے۔ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے

پرہیزگاری پیدا ہوتی ہے اور بڑی  
عادتوں اور بُرے اخلاق سے پرہیز  
کرتا ہے۔ صبح سے شام تک فasting

اس حدیث میں رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی  
اہمیت بیان فرمائی ہے۔ ارشاد  
ہے کہ یہ روزہ دار کی ڈھال ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم



## خواتین کی عزت کے تحفظ کا آرڈیننس

صدر مملکت نے گذشتہ دنوں خواتین کی عزت کے تحفظ کے عنوان سے ایک  
آرڈیننس نافذ کیا ہے جس میں عورتوں کی بے حرمتی کرنے اور انہیں بے باس کر کے  
پھرانے پر سزائے موت مقرر کی گئی ہے یہ آرڈیننس دراصل نواب پور ملتان اور دیگر  
مقامات میں ہونے والے ان واقعات کا ردِ عمل ہے جن میں خواتین کی بے حرمتی کی  
شرماک مثالیں سامنے آگئیں اور جن واقعات کے رونما ہونے پر ملک کا ہر با غیرت  
اور شریف شہری خون کے آنسو رو گیا۔

اس آرڈیننس کے ذریعہ ایسے واقعات کے سدباب کی کوشش کی گئی ہے اور  
اسلامیان پاکستان کے اس مطالبہ کو ایک حد تک پورا کیا گیا ہے کہ خواتین کی بے حرمتی  
کی سخت ترین سزا مقرر کی جائے مگر اس موقع پر ہم مذکورہ آرڈیننس کے نفاذ پر ایک  
گونہ مسرت کا اظہار کرتے ہوئے ان اسباب و عوامل کا تذکرہ ضروری سمجھتے ہیں جن  
کے نتیجے میں اس قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں کیونکہ جب تک اسباب و عوامل کو  
تورنے کی سنجیدہ کوشش نہیں کی جائے گی ان کے نتائج کو روکنے کی کوئی کوشش  
لامیاب نہیں ہو سکتی اور ہمارے قانونی نظام کی ایک بڑی وجہ یہی ہے کہ جرم کے  
اسباب کا خاتمہ کرنے کی بجائے اس کے ارتکاب پر سزا دینے کو کافی سمجھ لیا جاتا ہے  
جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جرم تو رکتا نہیں مگر سزا دینے کے عمل اور جرم کے  
درمیان مفاہمت کی ایک ایسی فضا قائم ہو جاتی ہے جس سے امتناعی قانون کے نفاذ  
کا مقصد ہی فوت ہو کر رہ جاتا ہے۔

رئیس الادارہ

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت

مولانا محمد اجمل قادری

عبدالرشید انصاری

ظہیر میر ایڈووکیٹ

قلبی معاون :-

زاہد الرشیدی

نعیم آسی

سعید الرحمن علوی

انتظار حسین اسعد

سالانہ

ششماہی

سہ ماہی

غیر ممالک سے

۲۵ ڈالر

سالانہ

۸۰/- روپے

۴۵/- روپے

۲۵/- روپے

۲۵ ڈالر

۲۵ ڈالر

سالانہ



## خطبہ جمعہ

## ضبط و ترتیب

عبدالرشید انصاری

## صرف بھوکے پیاسے رہنے کا نام روزہ نہیں ہے

روزہ بدعات و رسومات کا خاتمہ کر کے اتباع شریعت کا ماحول قائم کرنا چاہتا ہے

داعیان حق قول و عمل کا تضاد چھوڑ کر توحید و سنت کی اصل تعلیمات پر کاربند ہو جائیں

روزہ روح کی غذا اور ایمان کا سرمایہ قبولیت ہے

جامع مسجد شبرا لوالہ میں جانشین شیخ الشیخ حضرت مولانا عبد اللہ انور کا خطاب

اعوذ باللہ من الشیطن  
الرجیم : بسم اللہ الرحمن  
الرحیم :  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا  
كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ  
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

اے ایمان والو! تم پر روزے  
اسی طرح فرض کر دیے گئے ہیں۔  
جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے  
گئے تھے۔ تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔  
بزرگوار محترم! اللہ تعالیٰ  
کا ہزار بار شکر ہے کہ اس نے اپنی  
رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ رمضان  
المبارک ہماری اس فانی زندگی میں  
ایک بار پھر نصیب کر دیا تاکہ  
ہم دن میں روزہ رکھ کر اور

راتوں میں تراویح، تہجد اور قرآن  
پاک پڑھ کر اپنے گناہوں کی بخشش  
اور اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی  
حاصل کرنے کی کوشش کر سکیں۔  
یہ کتاب قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے  
حضور نبی اکرم علیہ السلام کے قلب  
اطہر پر نسل انسانی کی فوز و فلاح  
کے لئے نازل فرمائی۔ حضرات  
مفسرین کرام نے اندازہ لگایا ہے  
کہ قریباً بائیس سال اور پانچ مہینے  
میں اللہ تعالیٰ کی آخری اور مکمل  
کتاب نبی اکمل و اعظم صلی اللہ  
علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اس کا  
میر حکم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا  
خزانہ اور رحمتوں کا سمندر ہے۔  
جو آیت کریمہ آپ کے  
ساتھ تلاوت کی انگلی ہے اس

میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ  
کے لئے ماہ رمضان کے روزوں  
کی فرضیت کا اعلان فرمایا۔ اور  
ساتھ ہی یہ بھی ذکر کیا کہ تم  
سے پہلی امتوں پر بھی روزے  
فرض رہے ہیں۔ البتہ ان کے  
مسائل و طریق اور تعداد و اوقات  
میں ان کے جغرافیائی محل وقوع  
اور مخصوص حالات کے مطابق  
ہمیشہ فرق رہا مگر حضور نبی کریم  
علیہ السلام چونکہ تمام ملکوں تمام  
نسلوں اور پوری نسل آدمیت کے  
نبی ہیں۔ اس لئے آپ اور آپ  
کی امت پر قمری مہینہ رمضان المبارک  
کے لحاظ سے روزے فرض قرار دیے  
گئے تو اس میں پوری نسل انسانی  
کا مفاد ملحوظ رکھا گیا ہے۔

خواتین کی بے حرمتی کو  
روکنے کے لئے ہمیں سب سے  
پہلے حرمت اور بے حرمتی کے  
درمیان اس حد فاصل کا تعین  
کرنا ہوگا جس کا ہم تحفظ کرنا  
چاہتے ہیں کیونکہ زبانی اور ذہنی  
طور پر اسلام کے نعروں اور  
عملی طور پر یورپ کے آزاد  
معاشرہ کی اندھی تقلید نے ان  
فاصلوں کو اس قدر گڑبڑ کر  
دیا ہے کہ کچھ پتہ نہیں چلتا کہ  
کون سے عمل کو حرمت و عزت  
سے تعبیر کیا جائے اور کس حرکت  
کو بے حرمتی قرار دیا جائے۔

بدقسمتی سے ہم دو ذہنی کا  
شکار ہو گئے ہیں ایک طرف تو  
اسلام کے نفاذ کی باتیں کرتے  
ہیں اور وہ تمام حقوق اور مراعات  
حاصل کرنا چاہتے ہیں جو اسلام  
معاشرہ کے ہر فرد بالخصوص عورتوں  
کو دیتا ہے لیکن دوسری طرف  
مرد اور عورت کے درمیان اس  
فطری تقسیم کو تسلیم کرنے کے لئے  
تیار نہیں جو اسلام نے طے کی  
ہے اور اس معاملہ میں یورپ کی  
تقلید کے راستے پر گامزن ہو کر  
عورت کی آزادی اور عورت کو  
مرد کے شانہ بشانہ زندگی کی دوڑ  
میں شریک کرنے کے پرکشش نعرہ  
کے ساتھ اس تمام اخلاقی انارکی  
کو معاشرہ پر مسلط کرنے کی کوشش

کر رہے ہیں جو آج یورپی معاشرہ  
کا لازمہ بن چکی ہے اب سوال یہ  
ہے کہ ایک گاڑی ایک ہی وقت  
میں دو مخالف سمتوں پر سفر آخر  
کیسے کر سکتی ہے۔  
مثال کے طور پر اس  
مسئلہ کے ایک جزوی پہلو کو لے  
لیجئے وہ ہے عربانی کا مسئلہ  
اور معاشرتی زندگی کے مختلف  
گوشوں پر نظر ڈالئے کہ عورت  
کی عربانی کا وہ کون سا پوز ہے  
جو ہم خود اپنے ہاتھوں سے  
سجا کر سامنے نہیں لا رہے۔  
وی سی۔ آر، بیو پرنٹس، فحش  
تصاویر، جنسی لطیفہ، سیناؤں کے  
بورڈ، بے پردہ گفتگو پر مشتمل  
کیسٹیں، ریکارڈنگ، جنسی  
جذبات کو ابھارنے والے نغمے  
اور سب سے بڑھ کر تجارتی اشیاء  
کی فروخت کے لئے عورت کے  
حسن کی مسلسل نمائش کے بعد  
اب عربانی کی کون سی کسر باقی  
رہ گئی ہے اور ہم معاشرہ میں  
کون سی عربانی کو روکنے کا مطالبہ  
کر رہے ہیں۔

ہم عربانی کے خاتمہ کے  
مطالبہ اور اس کے بارے میں  
صدر کے آرڈیننس کے نفاذ کی  
مخالفت نہیں کر رہے بلکہ ہم اس  
کے پُر زور حامی ہیں لیکن اس کے  
ساتھ اس طرف توجہ دلا رہے ہیں  
جائے اس کے بغیر اخلاقی بے راہروی



روزے ہر شریعت میں ہر نبی کی امت پر فرض رہے ہیں کیونکہ انسان میں ملکیت اور بہیمیت یا یوں کہئے کہ روحانیت اور حیوانیت دونوں خصوصیات رکھی گئی ہیں۔ حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انسان کو روح حیوانی کے ساتھ ساتھ روح ملکی سے بھی نوازا ہے۔ ابن آدم کا کمال اور سعادت مندی یہ ہے کہ وہ اپنی حیوانیت پر قابو پا کر ایک اچھا کھرا انسان بن جائے یا یوں کہئے کہ انسان کی بہیمیت اس کی ملکیت کے تابع ہو جائے۔ اس کے بغیر آدمی بظاہر تو آدمی ہی نظر آتا ہے مگر حقیقتاً حیوانوں اور درندوں سے بھی گنہگار ہوتا ہے۔ آدمی کو انسان بنانا اور اس کی حیوانیت پر روحانیت کی اور بہیمیت پر ملکیت کی بالادستی اور تفوق قائم کرنا تمام انبیاء و رسل کا مقصد رہا ہے اس لئے روزے بھی ہر نبی کی امت پر فرض رہے ہیں۔ حضرت آدمؑ ایام بیض یعنی ہر قمری مہینے کی تیرہ چودہ اور پندرہ تابیکوں کے روزے رکھا کرتے تھے۔ ان سے لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کرام نے یہ روزے رکھے۔ رمضان کے بعد

شوال کے چھ روزے رکھنے والے کو پورے سال کے روزے رکھنے کی بشارت سنائی ہے۔ فاتح مصر حضرت عمرو بن العاصؓ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم دن بھر روزہ رکھتے ہو اور پوری رات قیام میں گزار دیتے ہو۔ ایسا نہ کیا کرو۔ آخر تم پر تمہارے بدن کا بھی حق ہے اگر تمہیں زیادہ روزے رکھنے کا شوق ہے تو ہر بیضے میں تین روزے رکھ لیا کرو یہ پورے سال کے روزے ہو جائیں گے۔ (بخاری و مسلم) اسی طرح صوم وصال کے متعلق بھی روایات ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو صوم وصال سے منع فرمایا ہے۔ صوم وصال کا مطلب یہ ہے کہ بغیر سحر و افطار کے مسلسل روزے رکھے جائیں اور دن کی طرح رات بھی بغیر کھانے پینے گزار دی جائے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صوم وصال سے منع فرمایا تو ایک صحابیؓ نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپؐ خود تو صوم وصال رکھتے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ ”تم میں سے کون میری طرح ہے (یعنی اس بارے میں میرے ساتھ اللہ کا خاص معاملہ ہے جو دوسروں کے ساتھ نہیں ہے اور وہ یہ ہے) میری رات اس طرح گذرتی ہے کہ میرا رب مجھے کھانا پلاتا ہے۔ یعنی مجھے عالم غیب سے غذا ملتی ہے۔ اس لئے اس معاملہ میں اپنے کو مجھ پر قیاس نہ کرو۔ (بخاری و مسلم) پہلی شریعتوں میں روزے رکھنے کا ایک انداز حضرت داؤد علیہ السلام کا بھی ہے جو دوسروں سے ممتاز اور منفرد تھا۔ حضرت داؤدؑ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے علاوہ دوسرے ایام میں روزے رکھنے کے لئے اس طریقہ کو پسند فرمایا۔

تھے یہ بہت اچھا اور آسان طریقہ ہے۔ اس سے روزے رکھنے کی مسلسل ہمت بھی مل جاتی ہے اور درمیان میں ایک دن آسانی بھی۔ بہر کیف! روزے ہم پر بھی فرض کئے گئے اور پہلی امتوں پر بھی تھے۔ روزہ مسلمان کو مسلمان رکھنے اور دین کا قبیح فرمانبردار بنانے کے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ درحقیقت روزہ محض بھوکے پیاسے رہنے کا نام نہیں ہے اللہ تعالیٰ کو ہمارے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آغاز سحر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانا پینا چھوڑ دینے کے علاوہ ضروری ہے کہ انسان جھوٹ غیبت چوری بد عملی اور دوسروں کو ایذا رسانی سے بچے اور اپنے آپ کو ایک بااخلاق، امن پسند اور سچا انسان ثابت کرے اگر پورا ایک مہینہ روزہ دار خود کو پابند شریعت اور تتبع کتاب و سنت بنائے رکھے تو یقیناً سال کے باقی گیارہ مہینوں میں بھی اس کی زندگی پر اثر پڑے گا۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ صحیح روزہ اپنا اثر نہ دکھائے۔ روزہ جن بیماریوں اور خرابیوں کو مٹا دینا چاہتا ہے

ان میں جھوٹ، غیبت، حسد، عناد، حرام خوری اور کبر و نخوت سرفہرست ہیں۔ آج یہی بیماریاں ہیں جو مسلم معاشرے کو گھن کی طرح کھا رہی ہیں۔ اور تو اور خود مذہبی طبقے حسد و عناد اور شہرت و جاہ طلبی کی مہلک امراض میں بری طرح مبتلا ہیں۔ صوفیاء سے جاہ طلبی اور علماء سے زر طلبی ختم ہو جائے تو بہت سے مسائل از خود حل ہو جائیں۔ سیرت و کردار کی تعمیر کے بغیر نیکی اور بھلائی کا بول بالا نہیں ہو سکتا اس لئے ضروری ہے کہ خود داعیان حق اپنے قول و عمل کا تضاد ختم کر کے خلق خدا کے ساتھ معاملہ کی درستگی، بدعات و رسومات سے کلی اجتناب اور کتاب و سنت کی تعلیمات پر سختی سے کاربند ہوں اور رنگ زیب عالمگیر جنت اللہ علیہ نہایت پاک سیرت پختہ عزم، دیانتدار، نیک دل، رطایا پرور اور سچے مسلمان بادشاہ تھے۔ بادشاہ ہوتے ہوئے اپنے ہاتھ سے ٹوپیاں بناتے اور قرآن مجید لکھ کر اسے ہدیہ کرتے اور اس ہدیہ سے اپنا گذر اوقات کیا کرتے تھے لوگ کہتے ہیں۔ اور رنگ زیب صرف کچھڑی کھایا کرتے تھے وہ اور کچھ کھاتے

بھی کیسے؟ اپنے ہاتھ کی محنت مزدوری سے جو آمدنی ہوتی وہ اتنی ہی ہوتی تھی کہ اس سے کچھڑی کے علاوہ اور کچھ کھایا پکایا ہی نہیں جا سکتا تھا لیکن اس رزق حلال اور اتباع کتاب و سنت کی بے شمار برکات تقیہ سریر آرائے سلطنت ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے کہ افغانستان ”ہرات“ کے لوگوں نے مرکز سے بغاوت کر دی۔ اس کی بغاوت فرو کرنے کے لئے شاہجہاں نے اورنگ زیب کی سپہ سالاری میں فوج روانہ کی اورنگ زیب نے جاکر پہلے صلح صفائی کی بہت کوشش کی لیکن ہرات کے لوگ لڑائی پر تلے ہوئے تھے بالآخر اورنگ زیب کو میدانے کارزار میں اپنی فوج اتارنا پڑی لڑائی کے دوران نماز کا وقت آیا تو اورنگ زیب نے عین حالت جنگ میں اذان دلو کر برسر میدان نماز باجماعت کا اہتمام کر کے صلوٰۃ خوف ادا کی اور وہ نمونہ قائم کیا کہ بعد میں علامہ اقبال بھی کہہ اٹھے۔ آگیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز قبلہ رو ہو کے زمین بوس ہوئی تو حجاز بلکہ ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمودیاء



کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز  
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے  
تیری سرکاری سپینے تو سبھی ایک ہوتے  
جب نماز ختم ہوئی تو  
ہرات کے باغیوں نے دوائی ختم  
کر دی ہتھیار لا کر اورنگ زیب  
کے سامنے رکھ دئے۔ اور کہا کہ  
ہم رعایا ہی رہیں گے تمہارے  
ساتھ مقابلہ کرنا اپنے آپ کو  
جہنم کی آگ میں ڈالنے کے مترادف  
ہے۔ اورنگ زیب برسر اقتدار  
آئے تو انہوں نے فرشتی سلام  
کرنے کا طریقہ ختم کر دیا، اور  
کہا یہ شرک ہے انسان کی عبادت  
کے مترادف ہے انسان کی پیشانی  
صرف اللہ تعالیٰ کے دربار میں  
جھکتی چاہئے۔ بہت سے ٹیکس ختم  
کر دیے۔ جڑا اور شراب نوشی  
کو ممنوع قرار دیا اور اپنے  
دین پر مہم وطنی کے ساتھ قائم رہتے  
ہوئے دوسرے اہل مذاہب کے  
حقوق کا پورا پورا احترام باقی  
رکھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ چوری بدکاری  
جیسے جرائم کا خاتمہ ہو گیا لوگ  
خود بخود بھلائی کی طرف راغب  
ہوئے۔ اورنگ زیب نے نوے  
سال عمر پائی اور ان کا عہد  
سلطنت ان کی پاکبازی دینی  
محبت، اتباع شریعت اور حق  
پرستی کے باعث امن و استحکام  
کا مثال دوسرے — مگر متعصب

اسلام دشمن مؤرخین اور رنگ زیب  
کے دود کو بھی نئی نسل کے سامنے  
نوٹ مار اور ظلم و استبداد کے  
ایام کے طور پر پیش کرتے ہیں  
مولانا شبلی نعمانیؒ بڑے دھڑکے  
کے ساتھ فرماتے ہیں کہ  
کبھی ہم نے بھی کی جتنی حکمرانی ان ممالک پر  
مگر وہ حکمرانی جس کا سکہ جان و دل پر تھا  
تہیں سے دے کے ساری انسان ہیں یاد آنا  
کہ اورنگ زیبؒ ہندو کش، ظالم تھا، ہنگامہ تھا  
اورنگ زیب عالمگیر کو خواجہ  
عقیدت پیش کرتے ہوئے اور ہندوؤں  
میں اسلامی حکومت کے زوال پر  
خون کے آنسو بہاتے ہوئے علامہ  
اقبال نے یوں کہا کہ  
درمیان کارزار کھنڈ و دیں  
نرکش مارا خدنگ آف دیں  
رمضان اور روزہ مسلمانوں  
میں اخلاق و کردار کا ایسا ہی  
انقلاب پیدا کرنا چاہتا ہے جس  
سے اقوام عالم میں ان کا منفرد  
اور نمایاں تشخص قائم ہو ان کا  
کردار دوسروں کے لئے نمونہ اور  
سبق بن جائے۔ ایک ایسا ہی  
واقعہ اور یاد آ رہا ہے۔ دہلی  
افغانستان امیر عبدالرحمن کا بیٹا  
کسی مہم پر تھا خبر آئی کہ اسے  
میدان جنگ میں شکست ہو گئی  
ہے۔ امیر عبدالرحمن نے اپنی بیوی  
کو بتایا تو اس نے بیٹے کی شکست  
کی خبر کو سچی ماننے سے انکار کر

دیا۔ بادشاہ نے بہت سمجھایا  
اور کہا کہ کوئی بات نہیں میدان  
جنگ میں فتح و شکست دونوں  
کا امکان ہوتا ہے ہمیں اس  
حقیقت کے تسلیم کرنے میں کوئی  
عار نہیں ہونی چاہئے کہ ہمارا  
بیٹا شکست سے دو چار ہو کر  
واپس آ رہا ہے لیکن اس اللہ  
کی بندی نے کہا یہ ہو ہی نہیں  
سکتا میرے بیٹے کو شکست ہو  
جائے۔ تین چار دن گزرے تو  
اس کی فوجیں فتح و کامیابی کے  
پھریرے لہراتے ہوئے کابل میں  
واپس آ پہنچیں۔ امیر عبدالرحمن  
نے اپنی بیوی سے پوچھا۔ تم نے  
اس قدر یقین کے ساتھ کیسے کہہ  
دیا تھا کہ میرے بیٹے کو شکست  
نہیں ہو سکتی تو اس نے جواب  
دیا۔ کہ میں نے زندگی بھر کسی  
غیر محرم پر نگاہ غلط نہیں ڈالی  
اور نہ اپنے اوپر کسی نامحرم کی  
نظر پڑنے دی میں نے قرآن کی  
آیات پڑھ پڑھ کر اپنے بیٹے  
کو اس کے بچپی میں دریاں دی  
ہیں۔ اس لئے یہ تو ہو سکتا ہے  
کہ میرا بیٹا میدان جنگ میں فوجیاب  
ہونے کی بجائے رتبہ شہادت سے  
سرفراز ہو یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ  
ناکامی اور شکست کی ذلت اٹھا  
کر گھر واپس لوٹے۔  
بتائیے! آج یہ ایمان کی

پختگی، کردار کی بلندی اور دین  
کی اتباع کہاں ہے۔ روزہ ہمارے  
اندر ایمان کی یہی شان و عظمت  
پیدا کرنے کے لئے ہے۔  
غور فرمائیے ہم کیا ہوا  
کرتے تھے اور آج کیا ہو گئے  
ہیں۔ ایک وقت وہ تھا جب  
ہم غیروں کے لئے بھی رحمت  
تھے۔ آج اپنوں کے لئے بھی  
رحمت اور مصیبت بن جاتے  
ہیں۔ یہ آئے دن قتل و غارت  
کیوں؟ عورتوں کا اغوا اور  
چوری و ڈاکہ زنی کی وارداتیں  
پاکستان میں کون لوگ کن کے  
خلاف کرتے ہیں یہ لوگ خود  
کو مسلمان ہی کہلاتے ہیں لیکن کیا  
اسلام نے ایسے ہی مسلمان بننے  
کے لئے کہا تھا؟

حضرت مولانا عبید اللہ  
سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ  
سنایا کہ عراق میں ایک شخص نے  
ایک غیر مسلم کو اسلام کی دعوت  
پیش کی اور کہا کہ مسلمان ہو  
جاؤ اسلام سب مذاہب و ادیان  
سے اچھا دین ہے تو اس  
غیر مسلم نے کہا آپ کے شیخ  
حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ اور  
بازید بسطامی بہت اچھے انسان  
تھے کبھی بھوٹ نہیں بولتے تھے،  
کسی کی حق تلفی نہیں کرتے تھے،  
کسی کے ساتھ ظلم و زیادتی نہیں

کرتے تھے اور ان کا زیادہ  
وقت عبادت میں گذرتا تھا۔  
اگر تم مجھے کہو کہ ان جیسا مسلمان  
بن جاؤں تو میں تمہیں صاف بتا  
دیتا ہوں کہ ان جیسا مسلمان بننے  
کی مجھ میں ہمت نہیں ہے اور  
اگر کہتے ہو کہ تمہارے جیسا مسلمان  
ہو جاؤں تو اس سے کوئی فائدہ  
نہیں کیونکہ جو کام میں کرتا ہوں  
تم بھی کرنے ہو اور جو برائیاں  
تمہارے اندر ہیں وہی مجھ میں  
ہیں اس لئے محض مسلمان کہلانے  
سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔  
حضرت گرامی! آپ خود  
ہی اندازہ لگائیں کہ ہمیں روزہ  
جیسی اثر آفریں عبادت پر عمل  
کرنے اور اس کے تقاضے پورے  
کرنے کی کس قدر ضرورت ہے  
قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی کتنی  
خبریاں ہیں جو آج ہمارے معاشرے  
میں کہیں دکھائی دے سکیں اور  
منافقوں، دین کے باغیوں کی  
کتنی بڑی بد اعمالیاں ہیں جن کا  
وجود ہمارے ماحول میں نہیں ہے۔  
ابھی آج کے اخبار میں  
پڑھ کے آیا ہوں کہ یکم رمضان  
المبارک کو زکوٰۃ کی کوٹنی سے  
بچنے کے لئے لوگوں نے قبل از  
وقت ہی ستر کروڑ روپیہ بنکوں  
سے نکلوایا ہے۔ گذشتہ سال  
بھی لوگوں نے پچاس کروڑ روپیہ

زکوٰۃ کی ادائیگی سے بچنے کے  
لئے بنکوں سے یکم رمضان سے  
پہلے ہی نکلوایا تھا۔ اگر اللہ  
پر، اللہ کے رسولؐ پر، اللہ  
کے دین پر ایمان ہوتا تو یہ لوگ  
ایسا نہ کرتے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی  
مال کے تحفظ کی ضمانت ہے  
اور جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ان  
کے مال ہر طرح کی حفاظت کے  
باوجود غیر محفوظ ہیں۔ گجرات  
کا واقعہ ہے کہ ایک آدمی نے  
زکوٰۃ سے بچنے کے لئے اپنی رقم  
بنک سے نکوائی اور گھر لے جا کر  
نوٹ ایک گھر سے بند کر کے  
رکھ دئے۔ معلوم کہیں سے گھڑا  
ٹوٹا ہوا تھا، اس میں کس طرح  
سوراخ ہوا اور چوہوں نے گھس  
کر سامے نوٹ کاٹ کھائے۔  
دیکھا تو بینک کو اطلاع دی۔  
بنک کے عملے نے جواب دیا کہ  
ہم صرف وہ نوٹ تبدیل کر  
سکتے ہیں جن کے نمبر صحیح باقی  
ہوں۔ لیکن جب دیکھا گیا تو  
حیرانگی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ  
چوہوں نے تمام نوٹوں کے نمبر ہی  
کھائے ہوئے ہیں۔  
روزانہ لوگوں کے ساتھ  
نقصان رساں حادثات صرف اسی  
لئے پیش آتے ہیں کہ لوگ مال  
کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔ اب  
آپ ہی بتائیں جو شخص زکوٰۃ







ایک اور ارشاد ہے "ماں باپ کو ستانے والوں کو نہ نماز نہ روزہ جہنم سے بچا دے گا۔ نہ زکوٰۃ نہ قربان حج۔ ان کے لئے ہیں دوزخ کا فتویٰ دے رہا ہوں" ایک اور جگہ ارشاد ہے "سب کچھ بننا ہے آسان سب سے مشکل بننا ہے انسان انسان بنانا ہے قرآن"

مولانا کا تزکیہ اور تلقین کا انداز بڑا سیدھا سادہ اور دلوں میں گھر گھر نے والا تھا ایک صاحب جو مولانا کے پیادہ منہ تھے انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ میں مولانا کے درس میں موجود تھا حضرت نے قرآن مجید کی وہ آیت پڑھی جس میں عزیرؑ کا قارب کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا ارشاد دیا ہے مولانا نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے بتایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم صلہ رحمی

میرے لئے کرو اور یہ اس لئے کہ اس دنیا میں آدمی جس پر بھی کوئی احسان کرتا ہے وہ طبعاً اس کا شکر گزار ہوتا ہے سولے عزیزیوں کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عزیزیوں کو تم میرے لئے اپنا سمجھو اور ان کی مدد کرو۔ مولانا نے مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا اس لئے عزیزیوں کے ساتھ صلہ رحمی حکم ربی سمجھ کر کرنی چاہیے اور اس میں بدل یا شکر گزار کی کا خیال نہ آئے۔ یہ صاحب مولانا کی اس بات سے اتنے متاثر ہوئے کہ وہ درس سے سیدھے اپنے ایک عزیز کے گھر پہنچے جن سے غصہ و راز سے ان کی بول چال بند تھی عزیز نے ان کی طرف زیادہ زیادہ توجہ نہ کی اور گم سم بیٹھا رہا ان صاحب نے ان سے کہا کہ میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت آیا ہوں تم توجہ کمد یا نہ کرو / میں چاہتا ہوں کہ تم کو اپنا عزیز سمجھوں اور بھائی جانوں۔ صرف اس لئے کہ ہر مسلمان سے اللہ تعالیٰ یہی تقاضہ کرتا ہے۔

اس لاہور شہر میں معلوم نہیں کتنے خاندان مولانا کے اس انداز و عطا سے بن گئے ہیں۔ ان کی آپس کی کمد میں درد ہوئی اور غصے اور کینے کی بجائے ان کے اندر مہر و محبت کے رشتے قائم ہو گئے۔

مولانا احمد علی کی ابتدائی تربیت مولانا عبد اللہ سندھی

کے ہاتھوں ہوئی مولانا سندھی ایک مرفوق تھیں انہوں نے ابتدائی سے مولانا کو اس ماہ پر ڈالا اکثر ایسا ہوا کہ کئی کوئی دن تک دھکی سوکھی مدی پر گزارہ ہوا اور مولانا احمد علی کی نہان پر شکوے کا کوئی سوال پیدا نہ ہوا۔ مولانا صاحب بڑے ہوش و حوصلہ تھے دین پروری رحمتہ اللہ علیہ اور بعد میں حضرت مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یاب تربیت سے فیض ہوئے مولانا کا ایک ارشاد ہے "مجھے استاد مولانا سندھی سے اور شیخ حضرت مرتضیٰ ان حضرات کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے اشاعت قرآنی کی توفیق دی"

مولانا احمد علی صاحب نے تصوف کے عمل طریقوں سے تزکیہ اور تلقین کا طریقہ اختیار کیا کیونکہ مرحوم صرف عالم دین ہی نہ تھے بلکہ صاحب طریقت صوفی بھی تھے امدان کی دعوت کی کامیاب لکھنؤ میں وہ ہے مرحوم کا ایک ارشاد ہے "قال کے مرتبی علمائے کرام اور اہل حال کے مرتبی صوفیائے عظام ہیں۔ عالم باطن تکمیل کو نہیں پہنچتا سب تک قال حال نہ بن جائے۔

بارہا ایسے حضرات ملے ہیں جو آج کل بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں اور وہ طباطبائی علم کے زمانے میں جب لاہور کے کسی نہ کسی کالج میں تدریس تھے۔ مولانا کی خدمت میں حاضر رہے۔ ان پر مولانا کے اس صوفیہ اور عالمانہ شخصیت کا اب تک گہرا اثر ہے اور ان کی زندگی میں علم کی سختی کی پہلے تصوف کی نرمی اور گھلاوٹ ہے وہ جب مولانا کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی آواز میں ایک خاص عقیدت نمایاں ہوتی ہے۔ اور خود ان کی اپنی زندگی مولانا کی اس تاثیر کا عمل نمونہ ہوتی ہے۔ مولانا حضرت شیخ عبداللہ بیدانی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اور مفت

وہ ہر جا بر حکمران سے ٹکرا گئے

تعلیمات قرآنی کو انہوں نے عام کیا

وہ ایک شخصیت نہیں

ادارہ اور تاریخ تھے

میں ان کا مسلک حنفی تھا فراتے ہیں میں فطری حضرت امام اعظم اور طریقت میں شیخ عبدالقادر جیلانی کا متبع ہوں گو میں حنفی بھی ہوں اور قادری بھی

حضرت مولانا کی ساری عمر اصلاح رسوم اور ترک بدعات کی دعوت دیتے ہوئے گزری لیکن وہ ان لوگوں میں سے نہ تھے جو اس کے لئے تصوف کا ازنا ضروری سمجھتے بلکہ انہوں نے اپنی اس دعوت کے لئے تصوف ہی سے کام لیا۔ آپ تصوف کو بدعت کہنے والوں کو بے سمجھا رہے تھے اور فرماتے تھے کہ تزکیہ نفس کے لئے الہی اللہ کی صحبت ضروری ہے ارشاد ہوتا ہے مقال کے بعد حال کے لئے صاحب حال کی صحبت

کہ ضرورت ہے صحبت کے بغیر نہ ہستی مرنے سے نہ دنیا پرستی کی بیماری جاتی ہے

حضرت مولانا مرحوم بحیثیت عالم کے تعلیم دین بھی دیتے

میں قرآن مجید ہاتھ میں لے لیستاہوں

تم مجھے دھکے دے کر مسجد سے نکالو پھر دیکھو کیا ہوتا ہے

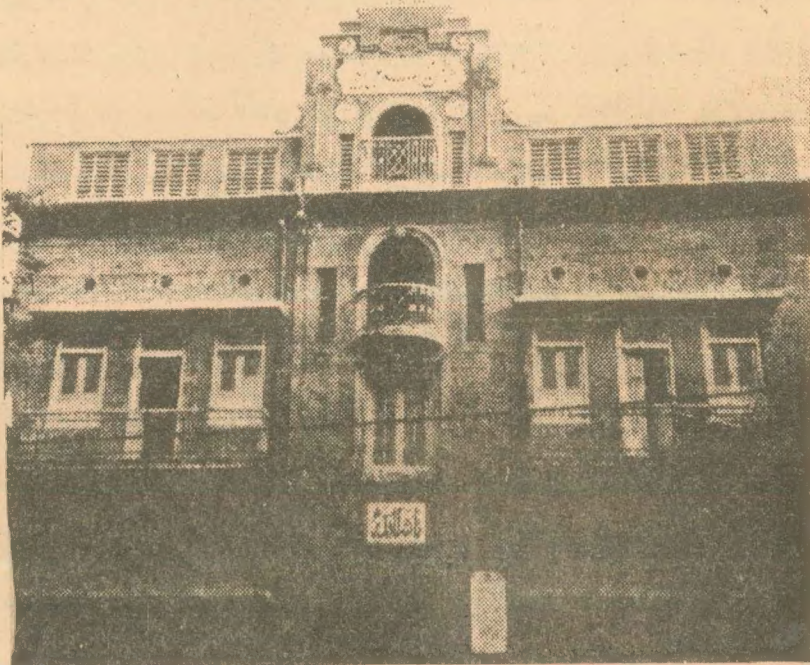
بحیثیت ایک مصلح اور مرشد کے بڑی عادیں اور غیر شری رہیں بھی چھوڑنے اور بحیثیت ایک صاحب حال بزرگ کے اپنے فیض محبت سے تزکیہ نفس بھی فرماتے تھے ایک جگہ وہ درس دیتے نظر آتے جہ کو حنفی فرماتے داتیں نوکراؤ کا میں گزرتی اور صبح درس قرآن مجید ہوتا۔

ان خصوصیات کی حامل بہت کم شخصیتیں ہوتی ہیں مولانا کا یہی کمال ہے جو ان کی عظمت کا آئینہ دار ہے اور

معلوم نہیں کتنے خاندان حضرت مولانا کے خاندان سے روایتی طور پر وابستہ ہیں اور ہدایت کے لئے اس طرف رجوع کرتے ہیں۔ مولانا مرحوم و مغفور کا یہ دستور تھا کہ وہ پیسوں کی تعلیم کی طرف بہت توجہ فرماتے تھے اللہ انہیں دینی تعلیم دیا

کہتے تھے۔ یہ بچیاں آگے چل کر مائیں بنتیں اور اس طرح وہ جس گھر کو بساتیں وہ مولانا کی تعلیمات کا مرکز بن جاتا اور یہ فیض برابر بڑھتا جاتا۔

مولانا عبد اللہ سندھی الی بزرگوں کی روایات کے حامل تھے جس کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد سرزمین پاک دہند کو انگریز کے تسلط سے نجات دلانا تھا۔ پس جنگ عظیم کے دوران اسی سلسلہ میں کاہل گئے



دستار افسانہ خدام الدین کے عہدے کا بیرون منظر

جنگ کے بعد جب ہجرت شروع ہوئی تو مولانا احمد علی بھی کالی پینے لیکن مولانا عبد اللہ سندھی نے انہیں واپس وطن بھجوا دیا اور وہ اس اصلاحی دینی کام میں لگ گئے جس میں ان کی ساری عمر گزری۔ اس کے باوجود وہ ملک کی سیاسیات سے کبھی بے تعلق نہ رہے جتنا بوجہ کبھی مسلمانوں کی کوئی عوامی تحریک تھی اور انگریز کے خباثت کے دھارے کے لئے مولانا اس معاملے میں سائنٹیفک ہیں سے مومنے تھے۔ اس ضمن میں وہ دینی پارٹی سے اور کبھی برطانیہ کے جبروت اور مہارت سے نہیں ڈرتے۔

جس نے ہر شخص لاہور اور لاہور سے باہر بھی دور دور ملک لوگوں کو متاثر کیا اور ہزاروں اور لاکھوں لوگوں کی زندگی میں تہریری پیدا کی۔

اسے بھی حضرت مولانا کا ایک پیلو نہیں ہے کہ ان کے اس دنیا سے اٹھ جانے کے بعد ان کا سلسلہ و رشد ہدایت جاری ہے اور ان کے صاحبزادے اور مسند نشین مولانا ہی کے طریقے پر درس و تدریس ہوئے نصیحت اور حال و حال جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اور حضرت مولانا کا لگایا ہوا دست اب بھی ان کے متبعین کو اپنے سایہ رحمت میں لئے ہوئے ہے







پر پانی لاری منسوب بھی آپ نے ہی لگائی  
منہ پایا۔

یہاں بہت سی تقریریں ہوئی ہیں،  
لیکن کسی مقرر نے وہ بات نہیں  
کہی جو میں کہنا چاہتا ہوں۔ میں  
کہتا ہوں منکر حدیث منکر تکران  
ہے، منکر تکران خارج از اسلام  
یعنی بے ایمان ہے۔

آپ کے انہی جذبات صادقہ کا  
فیض تھا۔ کہ حضرت میاں شہر محمد صاحب  
شریف پوری رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر آپ کے درس  
قرآن میں شرکت فرماتے اور انہوں نے  
بار بار یہ بات ارشاد فرمائی کہ "احمد علی اللہ  
کا نور ہے میں شیر انوار کی طرف نگاہ کرتا  
ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے فرش  
زمین سے عرش بریں تک نور کی تہذیبیں  
روشن ہیں اور دنیا کو منور کر رہی ہیں۔"  
حضرت جب شرق پر تشریف لے گئے تو  
میاں صاحب نے بعد اصرار آپ کو منبر  
پر بٹھایا اور آپ کی اقتدار میں نماز پڑھی۔

ایک مضمون میں فرماتے ہیں۔ کہ  
"حضور علیہ السلام کی بعثت کے بعد اب  
روحانی تربیت فقط آپ کی دامن گیری سے  
ہو سکتی ہے۔"

یہ درویش خدامت جس نے دس  
تکران اور اتباع سنت کو اپنی زندگی کا

اور حنا، بچھونا بنایا تھا اس کے متعلق وقت  
کے بڑے بڑے لوگوں نے معاشرت کے  
باد جو جو فتویٰ دیا وہ اس کی عظمت کی  
دلیل ہے اور سچ ہے کہ جو دامن رسالت  
سے غلامانہ طریق سے وابستہ ہو کر یاد الہی  
غیبت سے۔

میں مستغرق ہو جاتا ہے کائنات اس کے  
ملنے مفر ہو جاتی ہے حضرت لاہور  
باشبہ ایسے ہی تھے ان کی روح یاد الہی  
میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ہادی برحق علیہ  
الصلوة والسلام کے عمل کے خلاف کوئی  
قدم اٹھاتا نہ تھا۔ اس کا صلہ یوں  
مارا کہ دنیا سے گئے تو لاکھوں نے آنسوؤں  
کا نذرانہ پیش کیا۔ آسمانوں سے جھانچے  
برسا اور قبر کی مٹی کستوری کا ڈھیر  
معلوم ہونے لگی۔ ان کی مدح مسلمانوں  
سے اب بھی کہہ رہی ہے۔

کی حمد سے فنا تو نے تو ہم تھے ہیں  
یہ جہاں خیر ہے کیا لوح و قلم تیس ہیں

بقیہ : احادیث الرسول

گویا جس طرح آدمی ڈھال سے  
اپنا بچاؤ کرتا ہے اسی طرح  
روزہ دار روزہ کی مدد سے  
اپنے دشمن یعنی شیطان سے اپنی  
حفاظت کرتا ہے۔

دوسری روایت میں آتا ہے  
کہ روزہ اللہ کے عذاب سے  
حفاظت ہے۔ ایک اور روایت  
میں آتا ہے کہ روزہ جہنم سے  
حفاظت ہے۔

ایک روایت میں ہے  
کہ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
سے عرض کیا کہ روزہ کس چیز  
سے ٹوٹ جاتا ہے حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹ اور  
غیبت سے۔

آج کل روزہ کاٹنے کے  
لئے مشغلہ اسے قرار دیا جاتا ہے  
کہ گپ شپ کی جائے۔ جھوٹی  
اور سچی کہانیاں سنی اور سنائی  
جائیں حالانکہ یہ سب ناجائز ہیں۔

بقیہ : حقوق ہمسایہ

جس سے قرابت ہو اور دور کا  
پڑوسی وہ ہے جس سے قرابت  
نہ ہو۔

حضور کا ارشاد ہے کہ  
پڑوسی تین طرح کے ہیں ایک وہ  
جس کے تین حق ہوں پڑوسی کا  
حق، رشتہ داری اور اسلام کا  
حق۔ دوسری قسم وہ ہے جس  
کے دو حق ہوں پڑوسی کا حق  
اور اسلام کا حق۔ تیسری قسم  
وہ ہے جس کا ایک ہی حق ہو  
وہ غیر مسلم پڑوسی ہے گویا پڑوسی  
کے تین درجے ترتیب وار ہوں گے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ  
کہ پڑوس کا حق صرف یہ ہی  
نہیں کہ اس کو تکلیف نہ دی جائے  
بلکہ یہ ہے کہ اس کی تکلیف  
کو برداشت کیا جائے۔

خط و کتابت کرتے وقت  
اپنا خیالی نمبر  
مرد و لکھیں ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔ منبر

# بالاکوٹ کی تحریک جہاد سے تحریک پاکستان کا آغاز ہو گیا تھا

علماء حق کی قربانیوں کا صحیح اندازہ نہیں لگایا گیا۔

جسٹس جاوید اقبال

## ادارہ خدام الدین کی دینی مساعی کا ثواب علامہ اقبالؒ کو بھی ملنا ہو گا

خدمت دین کا یہ مرکز قائم کرنے میں ان کا بھی حصہ ہے

مولانا عبد اللہ لاہور

انجمن خدام الدین نے غریب اور متوسط طبقے کو ہولناک منگوائی کے اس دور میں علاج معالجہ کی ارزاق ترمیم اور تسلی  
بخش سہولتیں فراہم کرنے کے لئے خدام الدین ہسپتال تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ اس مقصد کے لئے مدرسہ قائم العلوم سے  
خطیر رقم ادا کر کے ۱۸ مرلہ کا ایک قطعہ اراضی حاصل کیا گیا۔ ۹ اپریل ۱۹۸۲ء کو اسے کاسنگ بنیاد  
ممتاز علماء کلام اور لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس جناب جاوید اقبالؒ نے رکھا۔ خدام الدین ہسپتال کے بارے میں  
مکمل کوالٹ ایک ہینٹل میں عنقریب شائع کر دئے جائیں گے۔ فی الحال خدام الدین ہسپتال کاسنگ بنیاد رکھنے کے  
تقریب میں کے گئے نقار پر کی مختصر رپورٹ قارئین کے خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔

عبدالرشید انصاری

شاعر مشرق حکیم الامت حضرت  
علامہ اقبالؒ کے فرزند اور لاہور ہائی کورٹ  
کے چیف جسٹس جناب جسٹس جاوید اقبال  
نے کہا ہے کہ مسلمانان برصغیر کو  
انگریز سے آزادی دلانے اور غلامی  
کی زنجیریں توڑنے کے لئے علماء حق  
نے جو قربانیاں دی ہیں ان کا ابھی  
تک صحیح اندازہ نہیں لگایا گیا انہوں نے  
مزید کہا کہ سید احمد شہید ریلوے اور  
مولانا شاہ اسماعیل شہید کی تحریک  
جہاد ہی سے قیام پاکستان کی تحریک  
کا آغاز ہو گیا تھا۔ جناب جسٹس  
جاوید اقبال شیر انوارہ دروازہ لاہور  
میں انجمن خدام الدین کے زیر اہتمام  
خدام الدین ہسپتال کی اساسی تقریب  
میں صدارتی تقریر کر رہے تھے قبل ازیں  
امیر انجمن خدام الدین حضرت مولانا  
عبید اللہ انور نے علامہ اقبالؒ اور  
انجمن خدام الدین کی مشترکہ دینی مساعی  
اور تعلقات پر روشنی ڈالی اور انہیں  
زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔  
اس تقریب میں مولانا قاری محمد اجل خان  
حضرت مولانا قاضی زاہد الحسنی اور  
شیخ الحدیث مولانا محمد مالک کاندھلوی  
نے بھی خطاب کیا اسٹیج سیکرٹری کے  
فرائض جناب ندیر احمد سیال نے  
ادا کئے۔  
خدام الدین ہسپتال کاسنگ بنیاد  
رکھنے کی اس پر شکوہ تقریب سے  
خطاب کرتے ہوئے مہمان خصوصی ڈاکٹر  
جسٹس جاوید اقبالؒ نے کہا برصغیر میں  
احیاء اسلام کے لئے حضرت سید  
احمد شہید ریلوے، مولانا شاہ اسماعیل شہید



اور ان کے رفقاء نے جب تحریک جہاد کا آغاز کیا تو اس وقت عملاً یہ احساس اجاگر ہوا کہ یہ خطہ ارضی اب دارالسلام نہیں رہا دارالحرب بن چکا ہے مسلمانوں کے لئے اب دوسری راستے ہیں یا تو براہ راست جنگ کر کے دشمن سے اپنا چھٹنا ہوا اقتدار واپس لیں یا ہجرت کر کے کہیں اور چلے جائیں کیونکہ سیاسی طور پر مغلوب مسلمانوں کے لئے اسلام میں جہاد اور ہجرت کے سوا کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں کی اس وقت یہ رہنمائی علماء حق اور شاہ ولی اللہ کے خاندان نے کی انہوں نے ہجرت بھی کی اور جہاد بھی کیا انہوں نے صوبہ سرحد کو اسی خیال سے جہاد کا مرکز بنایا کہ اس کی پشت پر مسلمان ممالک ہیں اس دور کے نقشہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ صوبہ سرحد کے ساتھ بلوچستان اور سندھ دونوں کے حکمران مسلمان تھے صرف پنجاب میں سکھوں کی حکومت تھی جو مسلمانوں پر مظالم ڈھا رہی تھی ان علماء ربانین نے کوشش یہی کی کہ اس علاقے پر جہاں آج پاکستان قائم ہے ان کو آزاد کرا کے یہاں صحیح اسلامی حکومت بنائی جائے اس لئے پاکستان کے قیام کی تحریک ایک اعتبار سے اسی وقت شروع ہو گئی تھی جب شہدائے بالا کوٹ نے سکھا شاہی راج کے خلاف تحریک جہاد کا آغاز کیا تھا۔

آج اس مجلس میں مجھ سے پہلے خلافت اور ریشی رومال کی تحریکوں کا ذکر کیا گیا ہے اس لئے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج ہمارے ماحول میں ان باتوں کا ذکر نہیں کیا جانا دوسرے شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے رہنماؤں کی خدمات تو شمار کی جاتی ہیں مگر حضرات علماء کرام کی جدوجہد آزادی میں قربانیوں کا ابھی تک صحیح طور پر نہ اعتراف کیا گیا ہے اور نہ ہی ان کا حقیقی مقام متعین کیا جاسکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر علماء کرام کی رہنمائی نہ ہوتی تو وہ بزرگ جن کی پاکستان کی تحریک سے وابستگی ہے بالخصوص حضرت علامہ اقبالؒ اگر ابتداء میں منتخب مسجد میں نہ جاتے اور ان کی قرآنی تعلیم پہلے مکمل نہ ہوتی تو عین ممکن ہے یہ صورت پیدا نہ ہو سکتی جو بعد میں ان کی فکر میں پیدا ہوئی۔ اور ہم بڑے بدقسمت ہیں کہ ہماری تعلیم اس انداز میں نہ ہو سکی۔ اس دور کے بزرگ بچوں کو اسکول کی تعلیم سے پہلے منتخب مدرسہ کی تعلیم دلاتے تھے اور مسلمان بچے دوسروں کی نسبت عمر میں بڑے ہونگر اسکول جایا کرتے تھے اس لئے تعلیم کے میدان میں ہم ہندوؤں سے پیچھے رہ گئے لیکن ایک فائدہ ہندو ہوا انہی بزرگوں کے فیض سے ”مسلم نیشنلزم“ کی تحریک نے اس ملک میں جنم لیا اور مسلمانوں کو احساس ہوا کہ وہ من حیث الملت دوسری

اقوام و مل سے الگ ہیں اس لئے انہیں ایک علیحدہ وطن کی ضرورت ہے جس میں وہ اپنے ان اصولوں اور نظریات کے مطابق زندگی گذار سکیں جو ان کا دین بتاتا ہے دین سے ان کی مراد محض مذہب نہیں تمدن بھی تھا کیونکہ دین اسلام اپنے تمدن سے الگ نہیں ہے۔ جناب جسٹس جاوید اقبال نے کہا اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم حاصل کرنے کے تین ذرائع دئے ہیں عقل حواس خمسہ اور وجدان عقل کے ذریعہ علم حاصل ہو تو انسان عالم بناتا ہے۔ جو علم حواس خمسہ کے تجرباتی ذرائع سے حاصل ہوا اسے سائنس کہا جاتا ہے عربی اصطلاح میں اسے حکمت کہتے ہیں اور جو علم وجدان سے حاصل ہوا اسے معرفت اور اس علم کے حاصل کرنے والوں کو عارف کہا جاتا ہے سوال یہ ہے کہ جب تک معاشرہ میں یہ ساری خوبیاں پیدا نہ ہوں گی وہ مسلم معاشرہ کیسے بنے گا صحیح اسلامی معاشرہ اسی وقت قائم ہوگا جب علم کے ساتھ حکمت پر بھی توجہ دی جائے گی شیر نوالہ میں انجن خدام الدین کی طرف سے روح کے لئے تو پہلے سے علوم دینیہ کا انتظام ہے اور بدن کے لئے ایک ہسپتال کا منصوبہ اب سامنے آچکا ہے ہم سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہم مسلم معاشرے کو درپیش معاشی اور دوسری مشکلات ختم کرنے کے لئے

سوچیں آج یہاں ایک طرف قرآنی علوم کی اشاعت اور دوسری طرف ظاہری امراض کے علاج کا انتظام کرنے کا پروگرام پیش کر کے جو توازن قائم کیا گیا ہے درحقیقت یہی حضرت مولانا احمد علیؒ کے مشن کو پورا کرنے کا ٹھیک طریقہ ہے۔

آخر میں انہوں نے کہا کہ اہل علم کی اس تقریب میں مجھے اظہار خیال کا موقع دے کر جو عزت بخشی گئی ہے اس پر حضرت مولانا عبد اللہ نور کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

حضرت مولانا فاروقی محمد اجل خان

خطیب اسلام حضرت مولانا فاروقی محمد اجل نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا انجن خدام الدین کی طرف سے ”خدام الدین ہسپتال“ کی تعمیر شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت اور انہی کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کا حصہ ہے کیونکہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عہد میں دینی اور روحانی علوم کی تبلیغ و اشاعت کے لئے مدرسہ قاسم العلوم کے قیام کے علاوہ لوگوں کی خدمت اور جسمانی صحت و تندرستی کے لئے ”دوا خانہ قاسمی“ بھی قائم کیا تھا۔ انہوں نے کہا دنیا میں انسانی وجود روح و جسم کے اجتماع کا نام ہے اللہ تعالیٰ نے دونوں کی بقا و نشوونما کا انتظام کیا ہے جسم

کی ضروریات زمین سے پیدا کی ہیں اور روح کی غذا و دیگر ضروریات کا انتظام فلک الافلاک سے پورا کیا گیا ہے۔ کیونکہ جسم زمین سے پیدا کیا گیا اور روح امر ربی ہے قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي اس لئے سنت نبوی کے مطابق ہمارے اکابر نے بھی روح و جسم دونوں کی دیکھ بھال اور حفاظت و نگہداشت کے لئے جدوجہد جاری رکھی۔ خدام الدین ہسپتال کی تعمیر بھی جسم کی غذا و دوا کی فراہمی کے لئے ہے یہ خدام الدین کے دینی مرکز میں تعلیم الادیان و تطہیر و تصحیح الایمان کی کوششوں کا حسین امتزاج ہے تاکہ

خدام الدین روح و جسم دونوں کے لئے رحمتوں اور برکتوں کا مرکز بن جائے۔ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی تثلیث اور پُر خلوص جدوجہد کا یہ ثمرہ ہے کہ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبد اللہ نور مدظلہ کے زیر نگرانی اللہ کی کتاب قرآن مجید اور حضور اکرمؐ کی سنت اور علوم و نبوت کا فیض یہاں جاری ہے اس کی برکت سے بے شمار لوگوں کو شرک و بدعات سے توبہ کرنے عقیدہ توحید پر پختگی اور اتباع شریعت و سنت نبوی کی سعادت حاصل ہوئی ہے اس سے بڑا کارنامہ اور کیا ہوگا، حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے ایک آدمی بھی اگر تمہاری کوشش اور کہنے سے راہ راست پر آگیا تو یہ دنیا و فیہا سے بہتر ہے۔ حضرت لاہوریؒ

کافیضان آج پوری دنیا میں جاری ہے ان کے اصلاح و تربیت یافتہ اصحاب علم درس قرآن دیتے ہیں تزکیہ نفس کرتے ہیں اللہ اللہ کرنا سکھاتے ہیں یہ کتنا حسین امتزاج ہے آج یہاں مخلوق خدا کی خدمت اور خصوصاً غریب اور معاشرے کے پسماندہ افراد کو علاج معالجہ کی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے خدمت خلق کے نیک اور عظیم الشان پروگرام کا آغاز ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ قبول و منظور فرمائے اور لوگوں کو دونوں مراکز سے استفادہ کی توفیق بخشے۔

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا تمام مفسرین اولیاء کرام اور ہمارے اکابر علماء امت کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید ”سراپا رحمت“ ہے اس میں ظاہری اور باطنی امراض کی شفا ہے روح انسانی کی تعلیم و ہدایت کے علاوہ قرآن مجید میں انسان کے جسمانی مسائل کا اور امراض کا علاج بھی مذکور ہے حتیٰ کہ بعض ادویات کے نام بھی لئے گئے ہیں۔ قرآن مجید کی اولین سورۃ سورۃ فاتحہ جہاں پورے دین کا خلاصہ قرآن کا نچوڑ اور روح انسانی کی ہدایت و علاج کے لئے اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا نسخہ کامل ہے وہی یہ سورۃ پاک



ظاہری اور جسمانی بہت سی بیماریوں کا بہترین علاج کرتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے فیہ شفاء للناس خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم کی بہت سی بیماریوں کے لئے علاج اور ادویات تجویز فرمائی ایک صحابیؓ سے فرمایا اپنے بیمار بھائی کو شہد پلاؤ، طب نبوی پر بہت کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ قطب الارشاد عبادہ فی سبیل اللہ محدث کبیر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی مخلصی خدا کو باطنی علوم سے آراستہ کرنے تزکیہ نفس اور روحانی امراض کا مکمل علاج کرنے میں کامل و حاذق ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین اطباء بھی تھے آج بھی ہمارے اکثر علماء عوام کے عقائد و اعمال کو دینی تعلیم کے ذریعہ درست کرنے کے علاوہ طب کے ذریعہ ان کی ظاہری جسمانی بیماریوں کا بھی علاج کر کے مخلوق خدا کی ہر طرح خدمت کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

ہمارے حضرت امام الاولیاء حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی چشم بینا کو دونوں جانب متوجہ کئے ہوئے تھے ایک طرف تو ان کا جاری کردہ قرآن کریم اور سنت نبویؐ کی تعلیم و ترویج اور تبلیغ و اشاعت کا فیضان ہے اور دوسری جانب آج ان کے جانشین ولی ابن ولی حضرت مولانا عبید اللہ انور کے دستِ آئین سے جسمانی و ارشاد کا آغاز ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب

پر اپنا فضل و کرم فرمائے اور ہمیں ظاہری باطنی دونوں طرح کی امراض سے شفا نصیب فرمائے آمین۔

### شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی

لاہور کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی نے اپنے خطاب میں کہا دنیا کی زیبائش و آرائش دنیا ہی میں ختم ہو جائے گی۔ قیامت اور قیامت کے بعد تک قائم رہنے اور فائدہ دینے والی پائیدار چیزیں ایمان و تقویٰ اور عمل صالحہ ہیں۔ لیکن انسان محض مادی وسائل اور مادی بنیادوں پر اپنی آرزوؤں کے محل بناتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان سب کی بنیادیں ریت پر قائم کی جانے والی کمزور بنیادیں ہیں مضبوط بنیادیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی تعلیمات اور دین کے احیاء کے لئے نیکی اور بھلائی کے لئے قائم کی جائیں موجودہ کائنات کی تخلیق اور تعمیر جو احسن الخالقین نے کی ہے کس قدر خوبصورت اور اعلیٰ ہے لیکن ان کی تخریب و بربادی کے سامان بھی اسی میں موجود ہیں۔ ابن خلدون نے کہا ہے کہ دنیا میں موجود ہر چیز کے لئے دنیا ہی میں اسباب بقا بھی ہیں اور اسباب ہلاکت بھی۔ اسی طرح پوری کائنات کی بقا اور عافیت کا سامان پیدا کرنے کے علاوہ اس کو تباہ و برباد

کر دینے کے لئے بھی بہت کچھ پیدا کر دیا گیا ہے انسان کی ہدایت کے لئے انبیاء و رسل تشریف لائے لیکن ابلیس کی طاغوتی قوتیں بھی پہلے دن سے موجود ہیں یہ سامان ہلاکت اگر آج موجود ہے تو اللہ تعالیٰ نے بقا و عافیت اور نجات و فلاح کا سامان بھی تاقیام قیامت باقی رکھا ہے اسلام کو اللہ نے آخری دین اور بیت اللہ کو عافیت کا مرکز قرار دیا۔ ارشاد فرمایا وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا جو اس میں داخل ہوا عافیت اور امن میں آگیا۔ بیت اللہ میں داخل ہونے سے مراد صرف خانہ کعبہ کی دیواروں میں داخل ہونا نہیں ہے وہ پچھند گشتی کے لوگ ہیں جو بیت اللہ کے دروازے سے اندر داخل ہونے کی سعادت پاتے ہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ یہ جو شخص بیت اللہ و لے آخری نبیؐ اور کعبۃ اللہ کی تعلیمات و ارشادات کی روح میں سما گیا اس کے اندر داخل ہو گیا گویا وہ ذہنی اور تخلیقی لحاظ سے بیت اللہ کے اندر ہی داخل ہو کر محفوظ ہو گیا۔ امت کے لئے یہ سامان عافیت و نجات حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے شیرازہ میں ایک دینی درسگاہ قائم کر کے مہیا فرمایا اور آج ایک ہسپتال کے قیام کی شکل میں ان چیزوں سے بچاؤ اور حفاظت کا انتظام کیا جا رہا ہے جو انسان کے جسم میں نقصان اور فساد کا موجب بنتی ہیں کیوں کہ انسان کا

پورا جسم پوری کائنات کی مثال جیسے کائنات کی حفاظت اور بربادی کے لئے دونوں طرح کے سامان موجود ہیں اسی طرح انسانی وجود کی حفاظت اور بقا کے ساتھ ساتھ اس کی تخریب و انہدام کے اسباب بھی اپنا وجود رکھتے ہیں۔ خدام الدین ہسپتال کے قیام کا مقصد یہی ہے کہ انسان کو ظاہری بیماریوں اور تکالیف سے بھی بچایا جائے تاکہ وہ نہایت خوش اسلوبی سے اپنے دینی و دنیوی فرائض ادا کر سکے۔

### حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

انجمن خدام الدین کے امیر اور حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی کے جانشین حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے خدام الدین ہسپتال کی اساسی تقریب میں حکیم الامت علامہ اقبالؒ کے فرزند اور لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس جناب جسٹس جاوید اقبالؒ، جناب ڈاکٹر منیر الحقؒ، مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ، مولانا محمد مالک کاندھلویؒ، مولانا قاری محمد گل جناب ایس ایم ظفرؒ، ڈاکٹر راجہ ممتاز صاحب جو ہسپتال کے تمام آنکھوں کے سپیشلسٹوں کے استناد اور سب سے سینئر برائے خصوصی امراض چشم ہیں اور تمام شرکائے تقریب کی تشریف آوری پر ان کا شکریہ ادا کرنے ہوئے اپنے خطاب کا آغاز کیا اور کہا کہ نیکی کی اشاعت یعنی قرآن و سنت کی خدمت کا کام یہاں تقریباً ساٹھ سال سے ہو رہا

ہے۔ ہزاروں علماء و فضلاء اور شرفاء کی دین دار بچیاں مدرسہ البنات سے فراغت پاکر پاکستان بھر میں بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں اسلام اور ملت اسلامیہ کی خدمت کے دینی و ملی فرائض شوق و ولولہ سے انجام دینے میں مصروف ہیں۔ دراصل شیرازہ لاہور کا یہ دینی مرکز مسلمانوں کے ملی تشخص دین کی سر بلندی اور آزادی کی جدوجہد کے عنوان سے پورے برصغیر میں نمایاں مقام کا حامل رہا ہے اس کے بانی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ ہیں اور اس کے سرپرستوں اور محسنوں میں حضرت ذیپوری حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ رئیس المدین حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور خود حکیم الامت شاعر مشرق حضرت علامہ اقبالؒ جیسے زعماء و رہنمایان دین و وطن شامل ہیں اور یہاں سے بڑے بڑے محقق، اسکالر، مجاہد، مبلغ، سیاستدان، ادیب، مورخ اور علماء و فضلاء پیدا ہوئے ان میں سے صرف ایک نام کا ذکر کرتا ہوں جو اس وقت عالم اسلام کی مسلمہ علمی و دینی شخصیت ہیں یہ ہیں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ اللہ تعالیٰ ان کے علم اور عمر میں برکت عطا فرمائے آمین۔ مولانا علی میاں اس وقت جنوبی ایشیا میں عربی زبان کے

سب سے بڑے انشاد پرداز اور ادیب و مورخ تسلیم کئے جاتے ہیں انہیں شاہ خالد سے فیصل ایوارڈ ملا ہے۔ وہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی شاگردوں اور خلفاء میں سے ہیں۔ اور اس وقت ہمارے سامنے حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب بھی تشریف فرما ہیں جن کا حضرت مدنیؒ کے خصوصی شاگردوں اور حضرت لاہوریؒ کے اجلہ خلفاء میں شمار ہونا ہے موصوف بلند پایہ عالم دین اور بے شمار کتابوں کے مصنف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عجیب حکمت ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو انگریزوں کے خلاف باغیانہ تحریک، تحریک ریشی رول میں حصہ لینے کے جرم میں گرفتار کر کے دہلی سے لاکر لاہور نظر بند کیا گیا تھا تا کہ مدرسہ نظارۃ المعارف القرآنیہ دہلی کا قصہ ختم ہو اور آئندہ کسی باغیانہ تحریک میں حصہ نہ لے سکیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سے یہاں اپنے دین کا بہت بڑا کام لینا تھا یہ جگہ جہاں اس وقت نابینا حضرات کا اسکول ہے یہ پہلے پولیس لائن تھی اور اس علاقہ میں ان دنوں ایک افغان حکمران "ایوب شاہ" نظر بند تھا اس لئے شیرازہ دروازہ کے اگلے حصہ کو "بنگلہ ایوب شاہ" کہا جاتا ہے حضرت کو اس علاقہ سے باہر کسی جگہ جانے کی اجازت نہ تھی یہاں پولیس کے چند مسلمان سپاہیوں نے شیرازہ دروازہ کے



# فتح مکہ اور عفو عام

سید عطاء الرحمن جعفری - جلد ۱ - (آئندہ)

تو ہجرت کا ارادہ آپ نے مکہ سے فرمایا  
مدینہ کی فضائیں ہوں تجلی گاہ ربانی!  
منور ہو گئے انصار شرب کے دل و دیدہ  
غذاب دو جہاں اپنے سروہ بدبخت لیتے تھے  
نظر انداز فرماتے تھے گستاخی بے باکی  
نئی صورت کیا کرتا تھا پیدا کوئی بخشش کی  
سراپا رحمت کو نین کو ہر روز زحمت دی  
کہ اس سے ہر سلمان نے نہایت رنج پایا تھا  
ہوئی ذیل تے استبداد پل بھر میں تہ و بالا  
متایا تھا رسول اللہ کو اس کی ندامت تھی  
اماں گھر بھرنے لی اس کے حکیم شائع محشر  
اماں پائیں میرے گھر میں پناہیں لینے والے بھی  
یہ ثرہ پھر ابوسفیان اپنی قوم میں لایا  
پسند آئی نہ اپنے دشمنوں کی ذلت و خواری  
سلام اس پر کہ جس نے محفل وحدت کو گرمایا

رسول پاک پر طاغوتوں نے جب تم ڈھایا  
مشیت تھی کہ تبلیغ کے کاموں میں آسانی  
مدینہ کا یکایک جاگ اٹھا بخت خوابیدہ  
یہاں بھی اہل مکہ آپ کو تکلیف دیتے تھے  
مگر رحمۃ اللعالمین تھی ذات مولیٰ کی  
ابوسفیان نے سجد شقاوت کی نمائش کی  
ہزاروں رنگ سے سرکار کو اس نے اذیت دی  
مسلمانوں کو اس کی حرکتوں سے سخت صدمہ تھا  
سقوط مکہ مٹھی بھر مسلمانوں نے کر ڈالا  
دلوں میں دشمنان دین کے اندیشہ تھا دہشت تھی  
مگر مانجی اماں کی بھیک ابوسفیان نے آکر  
رسول اللہ سے پھر عرض اس نے دریت تہ کی  
حضور سر رکونین نے منظور فرمایا  
یہ ذات رحمۃ اللعالمین کی تھی رواداری  
سلام اس پر کہ جس نے دشمنوں پر رحم فرمایا

سے مسجد کا کتبہ لگوایا اور سنگ بنیاد  
بھی حضرت سے رکھوایا اور تعمیر کے  
بعد مسجد کو حضرت کی تولیت میں دے دیا۔  
انہوں نے تجویز پیش کی کہ اسکولوں میں جن  
طلباء سے فیس لی جاتی ہے ان سے ایک  
آنہ فی روپیہ مسجد فنڈ وصول کیا جائے۔  
خدا کے فضل سے اس مسجد میں اس  
دن سے آج تک وسیع پیمانہ پر خدمت  
قرآن و سنت کا کام ہو رہا ہے اور جب  
تک یہ مرکز قائم رہے گا حضرت لاہوری  
کے ساتھ علامہ اقبالؒ کو بھی اس کا ثواب  
مِلتا رہے گا۔

اس وقت میں ایک اور واقعہ  
کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ آپ کو  
یاد ہوگا کہ ایوبی دور حکومت میں جمعۃ الوداع  
کے موقعہ پر پولیس نے نمازیوں پر  
لاٹھی چارج کیا جس میں مجھ پر بھی بہت  
تشدید ہوئی۔ یقیناً چیٹ جسٹس صاحب  
کو یاد ہوگا کہ اس وقت خود موصوف  
اور مرحوم ایم انور بار ایٹ لاہور میرے پاس  
میوہ پینال نشتر لائے اور فرمایا کہ  
عالم اسلام کی سب سے بڑی حکومت  
میں جمعۃ الوداع کے نمازیوں پر لاٹھی چارج  
ہوا اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا  
آپ ہم سے تعاون کریں مقدمہ مٹیں  
گے۔ چنانچہ کسی پائی پیسہ کی فیس لئے  
بغیر انہوں نے ہمارے مقدمہ محض دینی  
غیرت و حجت کی وجہ سے لڑا چنانچہ پھر  
ایس بی ڈی کشر گورنر اور خود صدر ایوب  
نے ریڈیو پر معافی مانگی اور ہم نے  
سب کو معاف کر دیا کیونکہ ہم ذاتی

قریب نماز پڑھنے کے لئے ایک خط لکھا۔ سا  
بنا رکھا تھا اس جگہ پیل کے درخت  
کے نیچے حضرت نے قرآن مجید کا درس  
دینا شروع کر دیا وہاں درس قرآن کی  
برکت سے مسجد بن گئی قریب ہی بہت  
سی جگہ خالی پڑی تھی شیر انوالہ اسکول کے  
ساتھ منہ ہے مندر والوں نے چاہا  
مسجد کے ساتھ والی جگہ لے کر وہاں بڑا  
مندر بنائیں۔ حضرت کو یہ سن کر فکر لاحق  
ہوا۔ ان دنوں حضرت علامہ اقبالؒ انجمن  
حمایت اسلام کے صدر اور حضرت  
رحمۃ اللہ علیہ انجمن کی جنرل کونسل کے  
ممبر تھے۔ بعد میں وائس پریذیڈنٹ  
کونسل کے اجلاس میں حضرت نے تجویز  
پیش کی کہ شیر انوالہ مسجد کے ساتھ واقع  
قطعہ اراضی خرید کر وہاں بڑی مسجد تعمیر  
کی جائے ورنہ ہندوؤں نے اس جگہ  
کو خرید کر وہاں مندر بنا دیا تو بہت  
جرا ہوگا۔ مسلمانوں کے لئے اپنی مسجد  
میں نماز پڑھنا بھی مشکل ہو جائے گا  
انجمن حمایت اسلام کے ممبروں نے  
جواب دیا ہم تو اسکول مشکل سے چلا  
رہے ہیں ہمارے پاس اتنا پیسہ کہاں  
ہے کہ مسجدوں کا نظام بھی چلا سکیں۔  
لیکن علامہ اقبالؒ صرف صاحب قال ہی  
نہیں صاحب حال آدمی تھے اللہ والوں  
کے بڑے قدر دان تھے ان کی غیرت  
ایمانی جوش میں آئی کہنے لگے انا اللہ  
شیر انوالہ کی مسجد ضرور بنے گی اور مولانا  
احمد علی کے ہاتھوں ہی بنے گی۔  
چنانچہ انہوں نے حضرت کے ہاتھ



# اخوت کی ضرورت ہے اتفاق کی نہیں!

ملک کے مقتدر علماء کرام، محبت وطن طبقوں، قومی یک جہتی، پرستہ یقین رکھنے والے سنجیدہ حلقوں اور مختلف مکاتب فکر کے اہل دانش نے جنہیں اس ملک کی بقا، استحکام اور نیک نامی سے گہری دلچسپی ہے۔

گذشتہ دنوں مذہبی عقائد، مسلک اور فروعی اختلافات کے نام پر پھیلنے والی نا اتفاقی اور محاذ آرائی پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے اور اسے پاکستان جیسی اسلامی نظریاتی مملکت کی بنائے تخلیق کے منافی قرار دیا ہے۔ ایک ایسے ملک میں رہنے والے جس کا اب سے ۳ برس قبل عالمی نقشہ پر سر سے وجود نہ تھا۔ اور جو لوگ دنیا کے نقشے میں اور اقوام عالم کی صف میں اپنا تشخص صرف اور صرف ایک منہد ملت اسلامی کے طور پر برقرار رکھ سکتے ہیں اگر آپس میں دست و گریباں ہو جائیں اپنے دھنوں اپنا اتحاد پارہ پارہ کرنے لگیں، اپنے ہی ترکش کے تیر ہوں اور اپنوں ہی کے سینے ہوں

اپنے ہی خنجر ہوں، اپنے ہی حلقوں ہوں تو اس سے بڑی بد قسمتی کیا ہو سکتی ہے۔ اگرچہ دنیا کے متعدد مقامات پر یہ المناک صورت موجود ہے کہ باہمی تنازعات نے مسلمانوں کے درمیان خونریزی کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے لیکن جہاں بھی ہے، جس لئے بھی ہے یہ نہایت تشویش انگیز ہے اور بلاشبہ ملی اعتبار سے عظیم سانحہ ہے۔

پاکستان میں گذشتہ دنوں پے درپے اسباب و وجوہ کی بناء پر ایک خاص مذہبی تحریک تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے چلائی گئی تھی۔ قائدین تحریک جس انداز سے یہ تحریک لے کر چلے اور عوامی سطح پر خصوصاً علماء دین اور مذہبی مراکز اور مدارس سے اس تحریک کی حمایت میں جو آواز اٹھی اس نے جہاں اس جدوجہد میں نمایاں شدت پیدا کر دی وہاں یہ اندیشے بھی دفعتاً ابھرنے لگے تھے کہ ملک میں علماء، دینی حلقوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے درمیان

خدا خواستہ کوئی ایسی آویزش پیدا نہ ہو جلتے جو امن عامہ کے معمولات میں خلل ڈالنے کا سبب بن جائے اور لار اینڈ آرڈر کی اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے ایک طوط انتظامی مشینری کو سخت گیر رویہ اختیار کرنا پڑے دوسری طرف مذہبی تحریک چلائے والوں کی صفوں میں کچھ مخصوص سیاسی مفادات رکھنے والے لوگ اور سماج دشمن عناصر داخل ہو کر اسے تحریک اور لاقانونیت کی راہ پر نہ ڈال دیں۔

اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ صورت حال اس حد تک بگڑنے سے پہلے ہی صدر پاکستان جنرل محمد ضیا الحق اور ان کے رفقاء نے حکومت نے معاملے کی نزاکت اور مسئلے کی سنگینی کا بروقت نوٹس لیا اور تحریک کے با اختیار نمائندوں سے بات چیت کر کے مسئلے کا حل ڈھونڈ نکالا۔ وفاقی وزارت قانون و پارلیمانی امور کا اسلام آباد سے مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۸۴ء کو جاری ہونے والا غیر معمولی گزٹ

نوٹیفکیشن اس کامیابی کی واضح مثال ہے اور اس نقطہ نظر سے ایک مستند دستاویز ہے کہ پاکستان میں اس تحریک کو خوش اسلوبی سے اپنے منطقی انجام تک پہنچا کر مستقبل کے ان خطرات اور اندیشوں پر قابو پایا گیا جو ملک دشمن داخلی عناصر اور بیرون ملک پاکستان کی مخالفت اور دشمنی میں سرگرم لابی کے لئے نئی امیدوں اور کامیابیوں کا سہارا بن گئے تھے۔

قارئین یہ بتاتے ہیں اور اب تک اس بارے میں جنسے منصفانہ اور بے لاگ آراء کا اظہار کیا گیا ہے ان سے بجا طور پر اس شبہ کو تقویت پہنچتی ہے کہ ملک اور قومی یک جہتی کا شیرازہ منتشر کرنے کی درپردہ پلاننگ میں مصروف عناصر نے مذکورہ تحریک کا مثبت انداز میں اختتام پذیر ہونا گوارا نہیں کیا بلکہ اسے اپنی کھلی ہزیمت تصور کرتے ہوئے اور عبرتناک ناکامی کا قرضہ چکانے کے لئے مسلمانوں میں تصادم، تفاق اور محاذ آرائی کا نیا شوشہ چھوڑا اور اسے آگے بڑھانے کے لئے کتنے دسائل کس انداز سے اور کہاں کہاں سے حاصل کئے گئے ہوں گے اس کا اندازہ کرنے کے لئے اتنی ہی بات کو ذہن نشین کر لینا کافی ہے کہ لاہور کراچی

جیسے بڑے بڑے شہروں اور دیگر اہم علاقوں میں مسلمانوں میں مسلک اور مکتب کے اختلافات راستے پر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہونے کی یہ خطرناک مہم تقریباً ایک ہی وقت میں شروع ہوئی ہے کسی منظم و درپردہ منصوبہ بندی کے بغیر شاید ہی کسی ایسی بات کا اتنی جلدی پورے ملک میں پھیلادینا ممکن ہو۔ پاکستان تو بہر حال ایک ملک ہے۔ صرف کراچی جیسے بڑے شہر میں اتنے کم وقت میں اس قسم کی تحریکوں کو متعارف کرانا اور ہمہ گیر سطح پر چلانا مشکل ہوتا ہے۔

ایک اور پہلو بھی غور طلب ہے کہ گذشتہ دنوں کی تحریک تحفظ ختم نبوت سے ایک بار پھر یہ حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ مسلمان قوم خواہ کتنی ہی گہری نیند میں اور حالت جمود میں ہو، مذہب کے نام اور نعرے پر اسے نہ صرف جگایا جاسکتا ہے بلکہ انتہائی حدود تک جدوجہد کے لئے آمادہ کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے ضرورت آتی بات کی ہے کہ تمام مکاتب فکر کے علماء خواہ ان کا تعلق مکتب دیوبند سے ہو یا مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے ماننے والے ہوں، اہل حدیث ہو یا مولانا مودودی کے مطلقا ت و کتابیان سے متاثر ہوں، کسی بھی

مسلک سے وابستہ ہوں ایک اللہ ایک رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم ایک قرآن پر ایمان رکھنے اور ایک امت محمدیہ کا فرد ہونے کی حیثیت سے وحدت ملی کی حفاظت کرنے پر کمر بستہ ہو جائیں اور ملک کی بقاء اور ملت واحدہ کے اتحاد و اخوت کو ریزہ ریزہ کرنے والے خفیہ طور پر متحرک ہاتھوں، نظر نہ آنے والی سازشوں اور ملک و قوم کے ظاہر و پوشیدہ دشمنوں کے ناپاک منصوبوں کو خاک میں ملا دیں۔ مناسب ہوگا کہ تمام مکاتب فکر کے سنجیدہ اور متمحل مزاج بزرگ علماء پر مشتمل مشترکہ کمیٹیاں ہر شہر میں بنائی جائیں جو فروعی معاملات اور خالص علمی سطح سے مباحث کو عام لوگوں کے لئے وجہ نزاع نہ بننے دیں تاکہ قوم پہلے کی طرح یک جہتی کے ساتھ اپنی خوشحالی، وطن عزیز کی سلامتی اور سنگین بیرونی خطرات کے دفاع کے لئے قدم قدم بقدم شانہ بشانہ رہ کر اپنے فرائض ادا کر سکے ہم قرآن کریم پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے آتے ہیں تو پھر ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے قَالَتْ بَنِي تَلُوْكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ اِخْوَانًا۔ (آل عمران: ۱۰۳) (ترجمہ) پس اس نے (اللہ تعالیٰ) نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور اس کی نعمت کے ساتھ تم



بقیہ : خطبہ جمعہ

کا عملاً منکر ہو تو کیا اس کی نماز اور کیا روزے۔ روزہ اور نماز اور دین کے سب اعمال ہماری بہتری، بھلائی اور دنیا و آخرت کی کامیابیوں اور سرفرازیوں کے لئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کے کامل احترام روزہ اور دین اسلام کے جملہ احکام پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

بقیہ : جاوید اقبال

مٹا رہے گا۔ چیف جسٹس صاحب کا میں پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ اپنا قیمتی وقت نکال کر اس تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔

بعد ازاں خدام الدین ہسپتال کی تقریب اساسی کے صدر چیف جسٹس جناب جاوید اقبال صاحب نے خطاب کیا اور آخر میں صاحبزادہ میاں محمد اعلیٰ قادری نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل و انعام ہے کہ اس نے ایک

نیک کام کے لئے آج یہاں پر رہائیاں ملک و ملت علماء کرام قانون دان حضرات حکام تجارت اور صحت عامہ کے شعبہ سے تعلق رکھنے والے مصروف ترین ڈاکٹرز اور اساتذہ کرام سب کو جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

اس تقریب کے بعد تمام علمائے و زعماء ملت اس جگہ پر تشریف لائے جہاں خدام الدین ہسپتال تعمیر کیا جا رہا ہے اور سب حضرات نے نیچے بنیاد کے لئے کھدی ہوئی جگہ پر انٹر کرسٹنگ بنیاد رکھا اور اس

## حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام

بیٹی ہے تو رسول علیہ السلام کی؛ عظمت تھی تیرے دل میں خدا کے کام کی یہ وسعتیں تھیں تیرے سجود و قیام کی تو غم گسار شوہر فی احترام کی؛ جو مقدر کڑی تھا الہی نظام کی؛ زینت تھے تیرے حجرۂ جنت مقام کے تجھ میں ہر اک صفت تھی رسول انام کی سنتا ہوں آسمان سے صدائیں سلام کی

رفعت درائے فکر ہے تیرے مقام کی؛ دنیا تری نظر میں متاع فلیل و بیج فاقوں میں پہروں شکر خدا کے حضور میں تو اپنی خواہران مبارک کی خیر خواہ جس کو ابو تراب کہا اُن حضورؐ نے کھٹوٹ و زینب اور حیدر و حسن سے پھول صدق و صفا، متانت و غیرت، وقار و علم آتا ہے پاک نام ترا جب زبان پر

ملفوظ ادب ہے جس کو بنات رسول کا

مضطر اسے نوید بہشت دوام کی

اضطرار

عظیم الشان منظر کی جلد تکمیل کے لئے دعا کی۔







# حقوق ہمسایہ

اسعد قادری

ہر نہار بچہ! آج کی فرصت میں ہم آپ کو پڑوسی کے حقوق پر کچھ معلومات کرانا چاہتے ہیں۔ بعض بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے پڑوسیوں کو تنگ کرتے ہیں گالیاں دیتے ہیں، اپنے کوٹھے پر چڑھ کر ان کے گھروں میں بھانکتے ہیں، مار پیٹ سے بھی دریغ نہیں کرتے، ان کے گھروں میں اینٹ، پتھر، روڑے پھینک دیتے ہیں۔ اور پتنگ بازی کرتے ہوئے ہرگز اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ ہمسایہ کی بہو بیٹی کی بے پردگی ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی کے حقوق کے متعلق بہت زیادہ تاکیدیں فرمائی ہیں۔ یعنی اس کا اکرام کرے اس کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے یعنی جس چیز کا وہ محتاج ہو اس میں اس کی اعانت کرے۔ اور اس سے برائی کو دفع کرے۔ ایک حدیث میں حضور کا ارشاد ہے۔ جانتے ہو کہ پڑوسی کا حق کیا ہے؟ اگر وہ بخیر سے مدد چاہے، اس کی مدد

کر، اگر قرض مانگے تو اس کو قرض دے اگر محتاج ہو تو اس کی اعانت کر، اگر بیمار ہو تو عیادت کر اور اگر مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جا، اگر اس کو خوشی حاصل ہو تو مبارک باد دے۔ اگر مصیبت پہنچے تو تعزیت کر بغیر اس کی اجازت کے، اس کے مکان سے اپنا مکان اونچا نہ کر جس سے اس کی ہوا ٹرک جائے اگر تو کوئی پھل خریدے تو اس کو بھی ہدیہ دے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اس پھل کو اس طرح پوشیدہ گھر میں لا کہ وہ نہ دیکھے اور اس کو تیری اولاد باہر لے کر نہ نکلے تاکہ پڑوسی کے بچے اس کو دیکھ کر رنجیدہ نہ ہوں اور اپنے گھر کے دھوئیں سے اس کو تکلیف نہ پہنچا مگر اس صورت میں کہ جو پکاوڑے اس کو بھی ہتھ نہ بھیجے۔ ایک حدیث میں حضور نے (تین مرتبہ) فرمایا۔ خدا کی قسم مومن نہیں ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ حضور! کون؟ فرمایا جس کا

پڑوسی اس کی مصیبتوں اور (بدیوں) سے مامون نہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ دونوں حضورؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔ کہ حضرت جبریلؑ مجھے پڑوسی کے بارے میں اس قدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے ان کی تاکیدوں سے یہ گمان ہوا کہ پڑوسی کو وارث بنا کر رہیں گے حضرت حسن بصریؒ سے کسی نے پوچھا کہ پڑوس کہاں تک ہے فرمایا۔ کہ چالیس مکان آگے کی طرف اور چالیس مکان پیچھے کی جانب، چالیس داییں اور چالیس بائیں جانب۔ حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا گیا کہ دور کے پڑوسی سے ابتدا نہ کی جاتے بلکہ پاس کے پڑوسی سے کی جاتے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ میرے دو پڑوسی ہیں کس سے ابتدا کروں۔ فرمایا جس کا دروازہ تیرے دروازے سے قریب ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ پاس کا پڑوسی وہ ہے (باقی ۵۶ پر)